وہ اپنے وقت کا خود نوحہ خواں ہے

بخاری ہے زمینِ مولتاں ہے
الٰہی کیسا انساں اور کہاں ہے

یہ خستہ گھر، یہ گرمی اور یہ خلوت
گلے پر سانس کا آرا رواں ہے

کہے اب وقت کیا اس کا فسانہ
وہ اپنے وقت کا خود نوحہ خواں ہے

گزرتی جا رہی ہے مشکل زیست
یہ شائد آخری اک امتحاں ہے

کبھی تھا کارواں اس کا فدائی
اور اب تنہا یہ میر کارواں ہے

گلا بیٹھا ہوا آواز کیا دے
نہ جانے مرقد ماضی کہاں ہے

کہاں اب آگیا یارب زمانہ
کہ عنقا اعتماد دوستاں ہے

یہ عالم پیشوائے علم و دیں کا
لب اہل نظر پر الاماں ہے

کریں دنیا کو مجبور وفا کیا
کہ یہ دولت نصیب دشمناں ہے

مآلِ رہنمائی اللہ اللہ
نہ منزل ہے نہ گرد کارواں ہے

یہ دنیا اب ہے ظلمت کی پرستار
کسی کو کیا خبر سورج کہاں ہے

نہ الفت ہے نہ غیرت ہے نہ ایماں
مسلماں کب یہاں تھا اب جہاں ہے

خیال و خواب ہے حفظ روایات
نظر سے تا افق دل کا دھواں ہے

خداوندا عطا عزمِ ہمم کر!
گنہ گاروں پہ اتمامِ کرم کر!

احسان دانشؒ